تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قیمت فی پرچہ چار

THE ALFAZL QADIAN

قیمت سالانہ پیشگی

بیرون ہند

اخبار ہفتہ میں دو بار

الفضل

قادیان

ایڈیٹر - غلام نبی

اسسٹنٹ محمد خاں

نمبر ۳۱	مورخہ ۱۶ - اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء	یوم سہ شنبہ	مطابق ۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۲ھ	جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

جناب چودہری فتح محمد خانصاحب امیر وفد المجاہدین واپس آگرہ تشریف لے گئے ہیں ؛

جناب محمد امین خانصاحب احمدی مبلغ بخارا دارالامان پہنچ گئے ہیں۔ ۱۳ اکتوبر کو عصر کے وقت انہوں نے اپنے سفر کے دلچسپ حالات سنائے۔ نیز ۱۴ اکتوبر کو بھی۔

جناب میجر ایس۔ ڈبلیو قش صاحب بہادر کمانڈنگ ۲/۱۵ ٹیر ٹیٹوریل فورس جالندہر ۱۳ تاریخ تشریف لائے۔ اور تھوڑی دیر میں رنگروٹوں کا معائنہ کرنے کے بعد واپس تشریف لے گئے ؛

امریکہ میں تبلیغ اسلام

پچھلی رپورٹ میں عاجز شہر فلاڈلفیا میں تبلیغ کا ذکر کر چکا ہے۔ اس کے بعد نیویارک اور سپرنگ فیلڈ میں تبلیغ کی گئی۔ اور لیکچر دیئے گئے۔ ہر دو جگہ ایک ایک لیڈی مشرف باسلام ہوئی۔

امید ہے کہ اس مضمون کے اخبار میں چھپنے سے قبل عاجز اس ملک سے رخصت ہو چکا ہو گا۔ اسواسطے احباب کرام اب آئیندہ کوئی خط میرے نام امریکہ نہ روانہ فرمائیں۔ جن احباب نے دعا کے واسطے خط لکھا ہیں۔ ان کے نام میری پاکٹ بک میں درج ہیں انشاءاللہ سفر جہاز میں دعا کی جائے گی۔ ان کے واسطے اور نیز ان احباب کے واسطے جنہوں نے خط نہیں لکھا۔ مگر ہیں ... اتا ہوں۔ کہ وہ دعا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ قبول کرے۔ وہ غفور الرحیم اور ستار ہے ؛

اس دورہ میں قریباً ہر شہر کے اخبارات نے میرے کام کے متعلق سلسلہ احمدیہ اور اسلام کے متعلق لمبے مضامین شایع کئے ہیں۔ وہ پرچے بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ و صاحب ناظر و بعض دیگر برادران روانہ کئے گئے ہیں۔ اور ان سب کا خلاصہ رسالہ مسلم سن رائز میں مولوی محمد دین صاحب شایع کرینگے مولوی محمد دین صاحب شکاگو میں مسجد اور مشن او[ر] رسالہ کا کام کر رہے ہیں۔ اور اکتوبر کا رسالہ ایڈٹ کر[نا] اور چھپوانا ... ان کے سپرد ہے۔ رسالہ اکتوبر امید کہ انشاءاللہ ان کے زیر انتظام طیار ہو کر جلد ا[حباب] کی خدمت میں پہنچ جائے گا ؛

احباب کی خدمت میں درخو[است] ... واسطے دعا کریں۔ کہ اللہ کریم اپنے ... دار حبیب میں پہنچائے ... عاجز ...

جلسہ سالانہ ۱۹۲۳ء کے متعلق وعدے

میں نے ۱۴ر ستمبر ۱۹۲۳ء کے اخبار الفضل میں بعنوان جلسہ سالانہ ۱۹۲۳ء کے لئے ایک فہرست اشیاء جنس کی شائع کی تھی۔ اس میں سے بعض احباس کے روپیہ ادا کرنے کے وعدے آچکے ہیں۔ لیکن اکثر جماعتوں سے ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ملی۔ جماعتوں کو الگ خطوط کے ذریعہ جلسہ سالانہ کے لئے بھی تحریک کی جارہی ہے۔ جماعتیں جلد تر اس طرف متوجہ ہوں۔ کیونکہ جلسہ سالانہ کے انتظام اور خرید جنس کے لئے افسر صاحب جلسہ سالانہ کی طرف سے پیشگی کے بل موصول ہو چکے ہیں جن کا ادا کیا جانا جلد تر ضروری ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ [illegible] ہوں [illegible] داران روپیہ فراہم کرکے ارسال فرمادیں۔

اس وقت تک سب سے بڑا وعدہ میرے مکرم ومعظم چوہدری نورالدین صاحب نمبردار چک ۹ ہڑپہ۔ ضلع منٹگمری نے فرمایا ہے۔ کہ لکڑی ایندھن جو کہ دو ہزار من درکار ہے۔ میں سارا مہیا کرکے دونگا یہ خرچ ایک کافی حصہ خرچ کا ہے۔ جو چوہدری صاحب نے دیا ہے۔ گذشتہ سال بھی آپ ۳ گاڑی لکڑی دیچکے ہیں۔ اس سال آپ نے کل جلسہ کی لکڑی کا بھیجنا اپنے ذمہ لیا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ میں ان کی اس خدمت کا تہ دل سے اعتراف کرتا ہوں۔ اور ان کا شکرگذار ہوں۔ اللہ تعالٰے ان کی اس خدمت کو قبول فرمادے۔ دیگر جماعتوں کو بھی ان کی اس مثال کی تقلید کرنی چاہیئے

اس وعدہ کے علاوہ جو اور وعدے اب تک [illegible]ول ہوئے ہیں۔ حسب ذیل ہیں۔ چک ۵۵ محمود پور [illegible] اسیر نقد ۵ جماعت منٹگمری ڈہائی لکڑی جلد [illegible]۔ جماعت [illegible] افغاناں رنگ زردہ ایک ڈبہ۔ [illegible]۔ محمد عبداللہ قادیانی دال مونگ [illegible] عہ۔ جماعت کوہاٹ علاوہ نقدی [illegible] ۵ چوہدری عبدالمالک صاحب [illegible] ملک عطاء اللہ تعمیر آباد [illegible] رحمت اللہ صاحب پٹواری۔ جماعت سنور ۵۔ ماسٹر خیرالدین صاحب امرادتی ۵۔ مولوی انوار حسین خانصاحب شاہ آباد عہ ۵۔

چاہیئے کہ تمام جماعتیں بواپسی مجھے اطلاع دیں کہ کیا کیا جنس اور نقد روپیہ یا صرف نقدی جلسہ سالانہ کے واسطے دینگی۔ ان وعدوں کی فہرست اکتوبر کے اندر اندر جو موصول ہوگی وہ اخبار میں شائع ہوسکیگی۔

عبدالمغنی ناظر بیت المال قادیان ۷/۱۰/۲۳

اعلان برائے موصیان

میں پیشتر ازیں بذریعہ اخبارات وبذریعہ الگ ہدایات تمام احباب تک یہ اطلاع پہونچا چکا ہوں۔ کہ زر وصیت بھیجتے وقت اپنی وصیت کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ مگر بہت کم دوستوں نے اس طرف توجہ کی ہے۔ لہذا میں اب دوبارہ اس اعلان کے ذریعہ سب احباب کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ زر وصیت بھیجتے وقت اپنی وصیت کے نمبر کا حوالہ نہ دینگے۔ تو دفتر مقبرہ بہشتی رقوم کا خاص ان ہی کے ماتہ میں درج نہ ہونے یا غلط اندراج کا ذمہ وار نہ ہوگا۔ میرے اس اعلان کے مخاطب تمام احباب ہیں خواہ وہ قادیان کے ہیں یا باہر کے۔ وجہ یہ ہے کہ نمبر نہ ہونے کی وجہ سے ناموں میں تشابہ پڑتا ہے۔ دوئم۔ پتہ تبدیل ہوجانے کی اطلاع نہ ہونیسے ان کا صحیح نام نہیں ملسکتا اور غلطی ہوجاتی ہے۔ ہر ایک موصی کو اپنا نمبر وصیت مقبرہ بہشتی سے معلوم کرلینا چاہیئے (افسر مقبرہ بہشتی)

افریقہ کا احمدی اخبار

برٹش ایسٹ افریقہ کے پایہ تخت نیروبی سے اشاعت اسلام وسلسلہ عالیہ احمدیہ کی غرض کو پورا کرنے کے لئے ایک اخبار بنام البلاغ جاری ہے۔ یہ اخبار پہلے چودہ دن کے بعد شائع ہوتا تھا۔ مگر اب ہفتہ وار کردیا گیا ہے۔ اگرچہ خدا کے فضل سے جماعت [illegible] ایسٹ افریقہ اس کے اخراجات کو پورا کر رہی ہے۔ مگر چونکہ فی الحال جماعت کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ اور خرچ کافی ہوتا ہے۔ اور پھر اخبار مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ اگرچہ خرچ کو بہت کم کیا ہوا ہے۔ اور جماعت کے دوست اپنے ہاتھوں بہت سا کام کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی روپیہ کی ضرورت ہے۔ اگر فنڈز مضبوط ہوجائے تو یہ اخبار انشاء اللہ بڑی عمدگی سے شائع ہوکر تبلیغ کے اہم کام کو اس ملک میں سرانجام دیگا۔ اب میری درخواست صرف یہ ہے۔ کہ آپ۔ اشلنگ سالانہ کی شرح سے اس کے خریدار ہوجاویں۔ اور اس ملک میں تبلیغی مساعی اور تازہ حالات سے اپنے آپ کو باخبر رکھیں خط وکتابت اور ترسیل زر اس پتہ پر انگریزی میں ہو

A. H. Malik
P. O. Box 655
Nairobi Kenya Colony

ٹیوٹر کی ضرورت

سندھ کے علاقہ میں ایک پرائیویٹ ٹیوٹر کی ضرورت ہے۔ جو مبلغ بھی ہو۔ اور اعلیٰ اخلاق والا متقی احمدی ہو۔ تعلیم الف۔اے تک یا کم از کم انٹرس پاس ہو۔ اور پڑھانے کا ملکہ بھی رکھتا ہو۔ تنخواہ انٹرنس کے لئے عـــہ روپیہ ماہوار اور الیف۔اے کیلئے عـــہ سے للعہ ہوگی۔ علاوہ اس کے دونو وقت عمدہ [illegible] اک ملیگی۔ اور عمدہ مکان بھی رہایش کیلئے ملے گا۔ امیدواران بہت جلد اپنی درخواستیں ہمارے پاس بھیج دیں۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

تلاش گم شدہ

ایک لڑکا نام عبدالقیوم ولد عبدالغنی جٹ۔ نہال۔ ضلع گجرات۔ رنگ گورا قد لمبا پتلا ناک کے نیچے ہونٹ پر ایک لکیر خفیف سی۔ ایک بازو پر سیاہ داغ عرصہ ۱۳ ماہ سے گم ہے اسکا پتہ لگانیوالے کو مبلغ چالیس روپیہ انعام دیا جائیگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

یوم سہ شنبہ ۔ قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۳ء

مسئلہ نبوت کے متعلق چند سوالات کے جواب

فرمودہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

(نوشتہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم ۔ اے افسر ڈاک)

سوال اول صاحب شریعت رسول اور مستقل رسول غیر تشریعی رسول و غیر مستقل رسول سے جناب مرزا صاحب کی کیا مراد ہے ؟

جواب قرآن کریم نے صرف ایک ہی اصطلاح قایم کی ہے ۔ یعنی رسول کے لئے صرف لفظ رسول استعمال کیا ہے ۔ اور اسی طرح نبی کے لئے صرف نبی کا لفظ استعمال کیا ہے ۔ اس لئے اس وقت تک جب کہ قرآن کریم نازل ہوا ۔ اور اس لئے کہ مسئلہ کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے کسی اور تشریح کی ضرورت نہ تھی رسول کا مفہوم قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے ۔ اس مفہوم کو اگر کوئی شخص سمجھے ۔ تو اسے نبوت کا مسئلہ سمجھانے کیلئے ہمیں یہ کہنے کی ہرگز کوئی ضرورت نہیں ۔ کہ رسول کے ساتھ کوئی اور لفظ استعمال کریں ۔ لیکن اس زمانہ میں بعض لوگ رسول یا نبی کے لفظ کی ایسی تشریح کرنے لگے ہیں ۔ جو کہ قرآن کریم کے منشاء کے بالکل خلاف ہے ۔ اور حقیقت سے بہت دور ہے اور چونکہ ان کے غلط عقائد ان کے دلوں میں بالکل راسخ ہو چکے ہیں ۔ اور اس طرح گھر کر گئے ہیں ۔ کہ ان کا فوراً اکھیڑ دینا بالکل ناممکن ہے ۔ اس لئے ایسے لوگوں کو جب رسالت یا نبوت کے مفہوم سمجھنے میں خود تراشیدہ عقاید کی وجہ کر مشکلات پیش آتی ہیں ۔ تو ان کے سمجھانے کے لئے ضرورت پڑتی ہے ۔ کہ نبوت اور رسالت کی اس کی مختلف کیفیتوں اور شکلوں کے لحاظ سے تقسیم کر دی جائے تاکہ ان لوگوں کے ذہن میں مسئلہ نبوت آسانی سے آسکے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب کبھی رسول یا نبی یا رسالت یا نبوت کے ساتھ کوئی شرط لگائی ہے ۔ تو وہ ایسے ہی لوگوں کے ذہنوں اور ان کے عقائد کو مدنظر رکھتے ہوئے لگائی ہے ۔

پس مستقل نبی یا حقیقی نبی کے الفاظ کسی اسلامی اصطلاح کی تشریح نہیں ہیں ۔ بلکہ اس زمانہ کے لوگوں کے سمجھانے کے لئے یہ الفاظ نبوت کی بعض کیفیات کے اقرب تفہیم کرنے کے لئے وضع کئے گئے ہیں ۔ ورنہ نبوت ایک ہی ہے ۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ایک ہی نبوت کا بیان ہے ۔ جیسے اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں انسانوں کو ایک ہی قرار دیا ہے ۔ مگر انسانوں کے سمجھانے اور پہچاننے کے لئے جائز ہے کہ مختلف قومیں تجویز کر لی جائیں ۔ پس جب ہم سید یا پٹھان یا مغل یا قریشی یا راجپوت یا برہمن یا شودر یا ویش کے الفاظ استعمال کرتے ہیں ۔ تو اس سے ہرگز ہماری یہ مراد نہیں ہوتی ۔ کہ یہ لوگ بلحاظ انسانیت کے ایک دوسرے سے جدا ہیں ۔ بلکہ ان لوگوں کا سمجھانا مدنظر ہوتا ہے ۔ جن کے ذہنوں میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں مفہوم سے ان الفاظ کے استعمال کی وجہ سے انسان کے متعلق ایک ایسا خیال پیدا ہو گیا ہے ۔ کہ جب تک ان الفاظ کا استعمال نہ کیا جاوے ۔ وہ کسی شخص کی پوری حقیقت سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں ۔ یہی الفاظ ہیں ۔ جو کسی انسان کو اسکے قریب یا بعید کر لیتے ہیں ۔ مثلاً آج کل کسی راجپوت کے سامنے یہ ذکر کر دیا جائے ۔ کہ وہ فلاں شخص ہے ۔ تو اس کے قلب میں اس کے متعلق کوئی احساس نہیں پیدا ہوگا ۔ لیکن اگر ایک راجپوت یہ محسوس کرے ۔ کہ فلاں راجپوت ہے ۔ تو فوراً اس کے قلب میں خاص قسم کے احساسات پیدا ہو جائیں گے ۔ اور وہ کشش جو بوجہ انسانیت کے پیدا ہونی چاہیئے تھی وہ صرف ان الفاظ کی مدد سے پیدا ہوتی ہے ۔ یا بعض دفعہ وہ نفرت جو دوسری صورت میں دور نہیں ہو سکتی تھی ۔ ان الفاظ کے استعمال سے دور ہو جائے گی ؟

بعینہ اسی طرح ان الفاظ کا استعمال حضرت مسیح موعود نے کیا ہے ۔ چونکہ لوگوں کے ذہن میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی ۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا ۔ اور گو وہ الفاظ یہ استعمال کرتے تھے ۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا مگر مفہوم جو ان کے ذہن میں پیدا ہو تھا وہ یہ تھا کہ کوئی شرعی نبی نہیں آسکتا کیونکہ وہ اس بات کے قایل تھے کہ عیسےٰ علیہ السلام جو نبی اللہ ہیں وہ دوبارہ آئیں گے پس ان الفاظ کے ساتھ جو مفہوم وابستہ ہو گیا تھا ۔ اور جس کو جدا کرنا اس وقت تک حضرت مرزا صاحب کے لئے محال تھا ۔ جب تک وہ لوگ خود بھی اس خیال کو جدا نہ کر دیں ۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسئلہ نبوت کو قریب الفہم بنانے کے لئے مستقل اور حقیقی نبی کے الفاظ بطور اصطلاح تجویز کئے ۔ تاکہ وہ لوگ اس بات کو سمجھ سکیں ۔ کہ جس مفہوم کے ہم منکر ہیں وہ مفہوم تب ہی پیدا ہوتا ہے ۔ جب کہ اس قسم کا اصطلاحی نبی آئے جس کو حقیقی یا مستقل کے الفاظ سے ادا کیا جاتا ہے لیکن ایک اس قسم کا نبی بھی ہو سکتا ہے ۔ جس کے آنیکے باوجود وہ مفہوم جو ہمارے ذہنوں میں پہلے تھا ۔ اس کو وہ باطل نہیں کرتا ۔ بلکہ باوجود اس مفہوم کی موجودگی کے پھر بھی اس کی رسالت یا نبوت ثابت ہو جاتی ہے ۔ اور بعد میں نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آنے کے کوئی حرج نہیں رہتا ؟

پس حضرت صاحب نے جب حقیقی اور مستقل نبی کے

الفاظ فرمائے ہیں۔ تو حقیقی نبی کی یہ تشریح بیان کی ہے کہ جو شخص صاحب شریعت ہو یا پہلے کسی نبی کی شریعت میں تغیر تبدل کرے۔ اور جب مستقل نبی کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ تو اس کے معنے یہ گئے ہیں۔ کہ جو شخص بلا وساطت کسی نبی کے اپنی قوت اور طاقت سے نبوت کے مقام کو حاصل کرے اور نبوت کا مقام اس کو پہلے نبی کی کامل اطاعت کے نتیجے میں حاصل نہ ہوا ہو۔

سوال دوم امتی نبی کیا ہوتا ہے۔ یوشع بن نون یا ہارون علیہما السلام کس قسم کے نبی تھے؟

جواب یوشع بن نون حقیقی نبی نہیں تھے۔ لیکن مستقل تھے۔ کیونکہ یہ صاحب شریعت نہیں تھے۔ ان کو نبوت بلاواسطہ حضرت موسیٰ کے ملی تھی۔ پس چونکہ مستقل نبی تھے۔ اس لئے امتی نبی نہیں تھے۔

رسول کریم کے زمانہ بعثت سے پہلے کوئی نبی امتی نہیں ہوا۔ کیونکہ آپ سے پہلے کوئی نبی اس کمال کو نہیں پہنچا۔ کہ اس کی کامل اطاعت سے کوئی شخص نبی ہو سکے۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے انبیاء بھی اس مقام کو پہنچتے۔ کہ ان کی کامل اطاعت سے انسان نبی ہوجاتا ہے۔ تو اُن پر شریعت ختم ہو جاتی۔ آگے شریعت چلانے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ وہ شریعت جو اپنا دائرہ اس قدر وسیع رکھتی ہے۔ کہ اس پر چلنے والوں کو نبوت کے مقام تک پہنچا دیتی ہے۔ اس کے بعد کسی نئی شریعت کی ضرورت نہیں رہتی۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہی امتی نبی آسکتا ہے۔ پہلے نہیں آسکتا۔ پہلی شریعتیں ایک حد تک انسان کو لے جاکر پھر چھوڑ دیتی تھیں۔ آگے پھر براہ راست فیضان کے ذریعہ سے انسان نبوت کو حاصل کرتا تھا۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہونیوالی وحی انسان کو اس مقام تک پہنچا دیتی ہے۔ جس میں وہ نبوت کے مرتبہ کو پالیتا ہے۔ درآں حالیکہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا امتی ہوتا ہے۔

سوال سوم من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب سے حضرت مرزا صاحب کی کیا مراد ہے؟

جواب اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ میں ایسا رسول نہیں ہوں۔ کہ جو کتاب لائے۔ بلکہ وہ رسول ہوں۔ جو کتاب نہیں لایا۔ اور میں پہلے بتا چکا ہوں کہ قرآن کریم میں اس بات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کہ رسالت کو ایسے رنگ میں بیان کیا جاتا کہ لوگوں کے ذہن میں داخل ہونے والے غلط خیالات کی تشریح کی جائے۔ ایسی تشریحوں کی مباحثات میں ضرورت پیش آتی ہے۔ تعلیمات میں نہیں آتی۔

سوال چہارم کس دلیل سے قرآن شریف کے بعد شریعت نہیں آسکتی۔ کیا کسی قرآنی آیت یا دلیل عقلی یا نقلی یا قانون قدرت یا اقتضائے زماں کے رو سے ہم ایسا عقیدہ رکھنے میں حق بجانب ہیں!

جواب اس کی دلیل بالکل روشن ہے۔ دنیا میں کسی نئے قانون کی دو طرح ضرورت پیش آتی ہے۔ یا اس لئے کہ پہلا قانون خراب ہو گیا۔ مفقود ہو گیا یا مشتبہ ہو گیا۔ یا اس لئے کہ وہ قانون بعد میں ناقص ثابت ہو جائے۔ اگر کوئی قانون نہ ناقص ہو نہ خراب ہو۔ تو اس کو بدل کر نیا بنانا بے عقلی ہے۔ اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ کامل کے بعد ناقص کو جاری کیا جائے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔ یعنی قرآن کریم اس درجہ کمال کو پہنچ گیا ہے۔ کہ جس پر انسان کے لئے شریعت پہنچ سکتی تھی۔ اور تعلیم جو خدا تعالےٰ کی طرف سے شریعت کے رنگ میں ظاہر ہوتی تھی وہ اپنی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ دوسری جگہ پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ ہم نے اسکو اتارا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی اور تغیر نہیں ہوگا۔ پس جب یہ قانون انسان کی تمام ضروریات کے پورا کرنے والا ہے۔ اور خوبیوں میں کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ اور جب اس قانون میں کسی قسم کی تبدیلی ہوتی ہی نہیں۔ اور انسانی دست برد اسے خراب نہیں کریگی۔ نہ پہلے قانون کی طرح اسمیں کوئی تغیر و تبدل ہوگا۔ نہ پہلے قانون کی طرح اسمیں کا کچھ حصہ کھویا جائے گا۔ نہ پہلے کی طرح کوئی حصہ اسمیں زائد کر دیا جائیگا۔ تو پھر اسکے بدلنے کے بعد سوائے اس کے کہ ناقص قانون دنیا میں جاری کیا جائے اور کیا صورت ہو سکتی ہے۔ پس جب ضرورت شریعت باطل ہو گئی۔ تو نئی شریعت لانا ایک عبث کام ہو گیا۔ اور خدا تعالےٰ عبث کام کیا نہیں کرتا۔ یہ کہنا کہ پہلے لوگ بھی یہی کہا کرتے تھے۔ کہ اس کے بعد اب کوئی نبی یا شریعت نہیں۔ تو کیوں اسی طرح مسلمانوں کا دعوےٰ غلط نہ سمجھا جائے۔ کہ اب نئی شریعت نہیں آسکتی۔ یہ ایسی ہی بات ہے۔ کہ کسی شخص کا مکان گر رہا ہو اور اس کو کوئی دوسرا شخص نصیحت کرے۔ کہ میاں تم اپنا مکان درست کرو۔ مگر وہ اس کے مضبوط قلعہ کی طرف اشارہ کر کے کہے۔ کہ تم بھی اپنا مکان مضبوط کر لو۔ جس کا مکان ٹپکتا ہے یا گرنے والا ہے۔ اسے مرمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جو مکان نہ ٹپکتا ہے۔ نہ گر رہا ہے۔ اس کی مرمت کا محض اس لئے حکم دینا۔ کہ باقی مکانوں کی مرمت کی ضرورت ہے۔ یہ حماقت ہے۔ باقی کتابوں کی تعلیم نہ اس درجۂ اتم کو پہنچی ہے۔ نہ اس کی حفاظت ہوئی۔ ایک کتاب بھی دنیا میں ایسی موجود نہیں۔ جس کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ محفوظ ہے سوائے قرآن کریم کے۔ حتی کہ خود ان کتابوں کے ماننے والے بھی اقرار کرتے ہیں کہ ان کتابوں میں فرق آگیا ہے لیکن قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے۔ کہ جس کے متعلق دشمن بھی اقرار کرتے ہیں کہ یہ محفوظ کتاب ہے۔ سوائے اس قسم کے لوگوں کے جو جا و بے جا تصرف کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جن کی باتیں خود ان کو جھٹلاتی ہیں۔ اور جن کے اہل مذہب خود ان کو مجنون قرار دیتے ہیں۔ پس قرآن شریف کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں آسکتی۔ کیونکہ اس کی ضرورت نہیں۔ اور قرآن کریم محفوظ ہے۔ اور پہلی کتابوں کے بعد شریعت کی ضرورت تھی۔ کیونکہ وہ محفوظ نہیں رہیں۔ اور وہ کامل نہیں تھیں۔

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

فتنہ ارتداد اور جماعت احمدیہ
تبلیغ احمدیت اور مخالف مولوی

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

۵۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
فتنہ ارتداد کے شروع ہونے پر میں نے بعض اعلانات اس قسم کے کئے تھے۔ کہ اس وقت مسلمانوں کو

دشمن کا مقابلہ

ملکر کرنا چاہیئے۔ کیونکہ دشمن کا یہ حملہ اس قسم کا حملہ ہے کہ اگر فوراً اور ابھی سے اسکی روک تھام نہ کی گئی۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اسلام کا رعب داب جو دنیا پر دیر سے جما ہوا ہے۔ اس کو نقصان پہنچیگا۔ اور دشمن کو اسلام کی عمارت میں نقب زنی کا موقعہ مل جائیگا۔ اور اگر ایک قوم ہزاروں کی تعداد میں بلا روک ٹوک اور بلا مقابلہ دشمنوں میں چلی جائے۔ تو خواہ وہ کیسی ہی گری ہوئی قوم کیوں نہ ہو

اسلام کے نام پر دھبہ

لگیگا۔ اور پھر یہی نہیں۔ بلکہ اور بہت سی قومیں تیار ہوجائینگی کہ اسلام کو چھوڑکر چلی جائیں۔

میرا مطلب اس اعلان سے کیا تھا۔ وہ ہمارے طریق عمل نے ظاہر کردیا ہے۔ اور جس رنگ میں ہم نے اپنی طرف سے ملکر کام کرنے کی کوشش کی ہے۔ باوجود مخالفین کی طرف سے رستہ میں روڑے اٹکانے کے وہ اس بات کو اچھی طرح ظاہر کرتی ہے کہ ہماری نیت شروع سے یہی تھی۔ کہ ملکر کام کریں۔

اتفاق اور اتحاد سے کام

ہو۔ اور میدان عمل میں ایک دوسرے کا مقابلہ اور مخالفت نہ کی جائے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ غلطی سے میرے اعلانات سے ایسا مطلب اخذ کررہے ہیں۔ جو میرا نہیں تھا اور ہم سے ایسی امید رکھتے ہیں۔ جو کوئی عقلمند کسی عقلمند سے نہیں رکھ سکتا۔

بعض لوگ اس اتحاد کے معنے یہ لیتے ہیں کہ ہمیں آیندہ

سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ

بالکل چھوڑ دینی چاہیئے۔ اور اپنے مذہب کی اشاعت نہیں کرنی چاہیئے۔ میرے نزدیک کسی ایسے شخص سے جو کسی مذہب کو سچا اور نجات کا ذریعہ سمجھتا ہو۔ یہ امید رکھنا کہ وہ کسی غرض کے لئے اپنے مذہب کی تبلیغ چھوڑ دیگا۔ اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ یا تو جو ایسی امید رکھتا ہے۔ وہ پاگل اور مجنون ہے اور یا جو اس قسم کا وعدہ دیتا ہے وہ جھوٹا اور مکار ہے یا مجنون ہے۔ یہ خیال کرنا کہ ایک شخص جس مذہب کو اپنی نجات کا موجب سمجھتا ہے۔ جس کے متعلق اسے یقین ہے کہ اس کے بغیر ترقی ناممکن ہے۔ جس کو وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے قرار دیتا ہے۔ اس کے متعلق یہ معاہدہ کرلیگا کہ میں اسکی اشاعت نہیں کروں گا۔ اس سے بڑھ کر بدگمانی اور کیا ہوسکتی ہے۔ کیونکہ اس بات کو سمجھتے ہوئے کہ اس مذہب کے بغیر ترقی ناممکن ہے۔ اس کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی۔ دنیا اسی کے ذریعہ تباہیوں اور بربادیوں سے بچ سکتی ہے۔ کس طرح ممکن ہے۔ کوئی یہ امید دلائے کہ وہ اس مذہب کی تبلیغ نہیں کریگا۔ اور کس طرح ممکن ہے کہ دوسرے لوگ کسی کو خاص عقیدہ کا پیرو مانتے ہوئے اس سے ایسی امید رکھیں۔ کیا کوئی کسی کو کہہ سکتا ہے کہ کل تم نے کہا تھا میں اپنے بیوی بچوں کے سر کاٹ کر تمہارے پاس لاؤنگا۔ مگر تم نہیں لائے۔ اور جب وہ کہے کہ میں نے کب کہا تھا۔ تو وہ کہے شاید مجھے غلط فہمی ہوگئی ہوگی۔ تم نے کچھ اور کہا ہوگا۔ اگر یہ نہیں کوئی کہہ سکتا۔ اور اس قسم کی غلط فہمی نہیں ہوسکتی۔ تو اس چیز کے متعلق کس طرح اسی قسم کی غلط امید قائم کی جاسکتی ہے۔ جو

بیوی بچوں سے زیادہ پیاری

اور زیادہ عزیز ہے۔ مذہب کے مقابلہ میں بیوی بچے یا مال و جائداد یا اپنی جان کی اتنی بھی حقیقت نہیں جتنی چیونٹی کی ہوتی ہے۔ پس اگر اس چیز کے متعلق جو دین کے مقابلہ میں چیونٹی سے بھی حقیر ہے۔ کوئی قربانی کی امید نہیں رکھ سکتا۔ تو یہ خیال کس طرح کرلیا گیا کہ ہم نے اقرار کرلیا ہے یا کرنا چاہتے ہیں کہ اپنے مذہب کی تبلیغ چھوڑ دینگے یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ اور اس پر کبھی

صلح کی بنیاد

نہیں رکھی جاسکتی۔ کیا دو آدمیوں میں اس امر پر صلح کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔ کہ دونوں زہر کھاکر مرجائیں۔ جب مرگئے تو پھر صلح کس کام کی۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں اپنے دین کی تبلیغ چھوڑ دوں گا۔ وہ روحانی طور پر مرجاتا ہے۔ اور

خدا تعالیٰ کے حضور ملعون اور لعنتی

ٹھہر جاتا ہے۔ اسکو صلح کیا فائدہ دے سکتی ہے۔ پس کیا ہم اپنے ایمانوں کو جن کی قیمت ہم ساری دنیا سے بھی زیادہ سمجھتے ہیں۔ اسلئے قربان کرسکتے ہیں کہ ملکانوں کو جو دین کا نام تک نہیں جانتے۔ ان کی پہلی رسوم پر قائم رکھیں۔ میں حیران ہوں۔ ان لوگوں کی عقلوں پر جو یہ خیال رکھتے ہیں کہ ہم نے اس قسم کا وعدہ کیا ہے کہ ہم اپنے مذہب کی تبلیغ چھوڑ دینگے۔ میں ایسے لوگوں کو ہوشیار کرنا چاہتا ہوں اور کھول کر بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس قسم کا نہ کوئی وعدہ کیا ہے۔ اور نہ کرسکتے ہیں۔ خواہ اس کے بدلے میں ساری دنیا بھی مل جائے۔ ملکانے تو الگ رہے۔ اگر

ساری دنیا کے کافر

بھی اگر کہیں کہ ہم مسلمان ہوتے ہیں۔ تم اپنے مذہب کی کوئی تعلیم چھوڑ دو۔ تو بھی ہم کبھی نہ مانینگے۔ کیونکہ دین کے معاملہ میں سب سے پہلے اپنے دین اور اپنے ایمان کی فکر ضروری ہوتی ہے۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ ساری دنیا کے لئے

ہم اپنا ایمان برباد کرلیں۔ اگر ہزار آدمی بھی ایک شخص کے جھوٹ بولنے سے مسلمان ہوتا ہے تو شریعت اس شخص کو ہرگز اجازت نہ دیگی کہ جھوٹ بول لے۔ اسطرح اگر ساری دنیا اس شرط پر مسلمان ہونے لگے کہ ایک مومن کافر ہو جائے تو اسلام اسکی ہرگز اجازت نہ دیگا کیونکہ اسلام میں ایمان اور صداقت کا کوئی بدلہ نہیں رکھا گیا پس یہ کسی چیز کیلئے قربان نہیں کیئے جاسکتے۔ قربانیاں ان چیزوں کی ہوتی ہیں جو ایمان سے نیچے ہیں۔ مثلاً مال۔ جان۔ عزیز قربان کیئے جاسکتے ہیں لیکن اگر کوئی چیز قربان نہیں کی جاسکتی۔ خواہ ایک شخص کی قربانی کے مقابلہ میں کروڑ مسلمان ہوتے ہوں تو وہ ایمان ہے اور یہ

ایمان کا جزو

ہے کہ انسان اپنے مذہب کو دوسروں تک پہنچائے۔ کوئی شخص جو اپنے آپکو مسلمان کہے مگر یہ کہے کہ میں تبلیغ اسلام چھوڑتا ہوں تو وہ مومن ہی نہیں۔ اور یہ ایسی بات ہوگی کہ کوئی کہے میں زندہ رہونگا مگر کھاؤنگا کچھ نہیں۔ جو شخص یہ نیت کرتا ہو کہ میں تبلیغ نہ کرونگا اسکا ایمان اسی وقت نکل جاتا ہے اور وہ

اسلام کے دائرہ سے خارج

ہو جاتا ہے۔ پس کسطرح ممکن ہے کہ ہم ایسے لوگوں کی خاطر جنکے متعلق معلوم ہی نہیں کہ کیا فائدہ دینگے ایسے لوگونکو ضائع کردیں جو ساری دنیا کو اس ایمان سے فائدہ پہنچا رہے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے انہیں ملا۔ اور جس کے متعلق وہ یقین اور وثوق رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے نبی کے ذریعہ ملا۔ اور جو ساری دنیا میں اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں۔ پس یہ ہرگز ممکن نہیں کہ ہم کہیں کہ ہم احمدیت کی تبلیغ نہیں کرینگے۔ ہاں یہ کہنا کہ فلاں علاقہ میں فلاں وقت فلاں فلاں بات نہ کہیں گے یہ

ایک حد تک درست

ہو سکتا ہے مگر یہ اقرار بھی حالات کے بدلتے ہی ناجائز ہو جائیگا۔ مثلاً ایک شخص خدا کا منکر ہو مگر اسے بتایا جائے اگر تم زکوۃ نہ دوگے تو کافر ہو جاؤ گے تو یہ درست نہیں ہوگا۔ زکوۃ کے متعلق بتانے والے کو کہیں گے۔ ابھی اسکو یہ تعلیم دینے کا وقت نہیں ہے پہلے خدا منواؤ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا اقرار کراؤ اور پھر زکوۃ کا حکم سناؤ۔ اسی طرح اگر ایک اُستاد ایم۔ اے یا بی۔ اے کی کتابیں بچہ کے آگے رکھے اور اُسے کہا جائے کہ پہلے قاعدہ شروع کراؤ مگر وہ کہے۔ کہ میں پڑھانے سے رُک جاؤں تو اُسے کہیں گے۔ تم اسطرح پڑھانے سے رُکتے نہیں بلکہ جو طرز تمنے اب اختیار کر رکھی ہے اسمیں پڑھائی کا حرج ہے اور اسطرح تم پڑھاتے نہیں بلکہ پڑھنے سے روکتے ہو پس اگر تم پڑھانا چاہتے ہو تو پہلے قاعدہ پڑھاؤ۔

اسی طرح وہ لوگ جن پر آریوں کا اثر ہے اور جو انکے دغا اور فریب میں آرہے ہیں ان کے متعلق اگر ہم کہیں کہ انہیں ہم اسوقت آریوں کے حملے سے بچاتے ہیں تو یہ تبلیغ احمدیت سے رُکنا نہیں بلکہ تبلیغ کرنا ہے لیکن اگر ایسا موقع ہو کہ ان لوگونکو ہمارے آدمیوں کے متعلق پتا ہو کہ یہ احمدی ہیں اور وہ پوچھیں کہ

احمدی کیا ہوتے ہیں

اُسوقت اگر ہم احمدیت کے متعلق نہ بتائیں تو یہ تبلیغ سے رُکنا ہے۔ کیونکہ جب کوئی احمدیت کے متعلق پوچھتا، تو معلوم ہوا کہ اس میں سمجھنے کی قابلیت ہے اور اسکے سمجھنے کا وقت آگیا ہے۔ اُسوقت ہمارا فرض ہے کہ اُسے سمجھائیں۔

یہی وعدہ تھا جو میں نے کیا تھا یعنی یہ کہ ہم ملکانوں میں احمدی تبلیغ کی خاطر نہیں جاتے انکو آریوں کے حملوں سے بچانے کے لیئے جاتے ہیں۔ اور ہمارا مقصد اولی یہی ہے کہ آریوں سے انکو بچائیں۔ اور

ہمنے اس وعدہ کو پورا کیا

ہمارے آدمیوں کو سخت ہدایات تھیں کہ وہ احمدیت کی تبلیغ نہ کریں اور سب زور آریوں کے مقابلہ میں خرچ کریں اور ہمارے مبلغوں نے الّا ماشاء اللہ اس حکم کی تعمیل پوری طرح کی اور آریوں کے مقابلہ میں [illegible] اختلافات کو نظر انداز کیئے رکھا۔ لیکن افسوس کہ ان احتیاطوں کو ہماری کمزوری پر محمول کیا گیا اور ہماری صلح کی خواہش کو ہماری [illegible] سمجھا گیا اور ہماری اعانت کو ہماری جاہ طلبی قرار دیا گیا۔

جونہی کہ مولوی صاحبان نے دیکھا کہ اس جماعت کی قربانیاں لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ رہی ہیں اور لوگ ان کے کام کے مقابلہ میں ہمارے کام کو حقیر سمجھ رہے ہیں۔ ان کے دلوں سے

اسلام کی خدمت کا سوال جاتا رہا

اور ہمارے مقابلہ کا خیال جاگزین ہو گیا۔ اب آریہ ان کو بھول گئے اور ہمارا وجود ان کی آنکھوں میں کھٹکنے لگا۔ مولوی صاحبان کو یا تو جغرافیہ کا کوئی علم نہیں اور مردم شماری کی رپورٹوں اور بعض دیگر ذرائع معلومات سے وہ واقف نہیں یا یہ کہ انہیں ان گاؤں میں جہاں ہمارے احمدی جاتے تھے کوئی خاص کشش معلوم ہوتی تھی انہوں نے اپنا یہ وطیرہ اختیار کر لیا کہ ہمارے آدمیوں کے پیچھے پیچھے نکل کھڑے ہوئے۔ اور جہاں ہمارے آدمی پہنچتے وہاں وہ بھی جا پہنچے بعض جگہ

ہمارے ہی آدمیوں کے مہمان

ٹھہرے۔ انہیں کے پاس کھانا کھایا شربت پیئے۔ مگر جب ہمارا احمدی مبلغ نے اپنے ہاتھوں سے کھانے پکا کر ان کے آگے رکھا جاتے وقت اگر موقع ملا زبانی نہیں تو خط کے ذریعہ سے گاؤں کے مکھیا کو ہوشیار کر گئے کہ قادیانیوں کو ہرگز یہاں ٹھہرنے نہ دینا یہ لوگ آریوں سے بدتر ہیں۔ آریہ ہو جانا بہتر ہے لیکن ان لوگوں سے تعلق نہیں رکھنا چاہیئے ان باتوں کا اثر بعض جگہ پر یہ ہوا کہ

ہمارے مبلغ نکالے گئے

ایک جگہ سخت گرمی کے دنوں میں ہمارا ایک مبلغ جو اس علاقہ سے بالکل ناواقف تھا تین دن بلا کھانے کے تپتی دوپہر میں جنگل میں پڑا رہا۔ کیونکہ وہ بغیر حکم کے اپنی جگہ کو نہیں چھوڑ سکتا تھا اور مولویوں نے گاؤں والوں کو بھڑکا کر اسے گاؤں سے نکلوا دیا تھا کہ یہ آریوں سے بدتر ہے۔ بعض جگہ

مولویوں کی باتوں کا اُلٹا اثر

ہوا۔ لوگوں نے اس بات سے انکار کر دیا کہ جانوروں کی طرح مولوی صاحبان کی لاٹھیوں کے آگے ہانکے جائیں انہوں نے اپنی عقلیں اور اپنی آنکھیں مولوی صاحبان کے سپرد کر دینے سے صاف جواب دیدیا اور ہمارے آدمیوں

کے پاس آئے اور پوچھنے لگے کہ آپ لوگونکو یہ مولوی صاحبان کیوں کافر کہتے ہیں۔ آپ میں تو سب باتیں اسلام کی معلوم ہوتی ہیں۔ آپ لوگ نمازیں پڑھتے ہیں۔ اسلام کی خدمت مفت کرتے پھرتے ہیں وہ کونسی بات ہے جسکی وجہ سے آپ کافر ہیں۔ ہمارے آدمیوں نے اکثر مقامات پر یہی جواب دیا کہ ہم میں تو کوئی کفر کی بات نہیں آپ دیکھ سکتے ہیں پس ان لوگوں نے

ذاتی عداوت

سے ایسا کہا ہے لیکن مولوی صاحبان کو کب چین آتا تھا انھوں نے دوسرے دورہ میں لوگونکو یوں کہنا شروع کیا کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں اور اپنے عقیدہ کو چھپاتے ہیں یہ پنجاب کے ایک شخص کو نبی مانتے ہیں اور نیا کلمہ انھوں نے بنالیا ہے اور قرآن کے منکر ہیں۔ ان باتونکا بھی یہی اثر ہوا کہ بعض جگہوں کے لوگوں نے بلا تحقیق

ہمارے آدمیوں کی مخالفت

شروع کردی اور بعض جگہ کے لوگوں نے پھر آکر ہمارے آدمیوں سے سوال کرنے شروع کردیئے اور آخر انکو جواب دینا پڑا جب انھوں نے جواب دیئے تو احمدیت کی تبلیغ کا سوال بعض جگہ ضرور پیدا ہوا اور ان حالات میں ضرور پیدا ہونا چاہیئے تھا لیکن اسکے ذمہ دار ہم لوگ نہیں وہ مولویصاحبان ہیں جنھوں نے خود ان علاقوں میں جاکر لوگوں کو ہمارے خلاف اکسایا۔

گوہیٹہ ضلع ایٹہ میں ایک جلسہ آریوں کے خلاف کیا گیا تمام مولوی صاحبان وہاں آکر جمع ہوگئے اور آریہ لیکچراروں کی موجودگی میں انھوں نے لیکچر گاہ میں کھڑے ہوکر شور مچا دیا کہ احمدی آریوں سے بدتر ہیں اس جلسہ میں ایک لفظ احمدیت کے متعلق نہیں کہا گیا تھا خود غیر احمدی مولوی صاحبان بھی بطور لیکچرار کھڑے کئے گئے تھے لیکن باوجود اس کے

آریوں کی موجودگی میں ہمیں گالیاں دیگئیں

اور آریہ اخبارات نے اسپر پھبتیاں اڑائیں اور خوشی کا اظہار کیا۔ کوئی شخص ثابت نہیں کرسکتا کہ اسوقت مخدوش علاقوں میں احمدیت کی تبلیغ کی جاتی تھی لیکن جب اسطرح جلسہ میں جہاں مختلف جگہوں کے نمایندے آئے ہوئے تھے سلسلہ کی مخالفت کیگئی تو لوگوں میں خود تحریک ہوئی۔ نبی حسن خاں صاحب راپٹی کے اس جلسہ میں موجود تھے انکو یہ حرکت مولویونکی ناپسند ہوئی اور انھوں نے کہا کہ یہ عجیب حرکت ہے کہ دشمن کے مقابلہ کے وقت بلا وجہ آپسمیں جنگ ہورہی ہے لیکن مولوی صاحبان پر اثر نہ ہوا اس سے انکے دل پر اس امر کا گہرا اثر پڑا کچھ دنوں کے بعد وہ قادیان آئے اور یہاں آکر احمدی ہوگئے۔ اسی طرح اس واقعہ کے بعد کچھ لوگ اور قادیان آئے اور احمدی ہوگئے۔

غرض ہمنے پوری طرح اپنے عہد کو نباہا لیکن

ہر ایک معاہدہ اپنی شرائط کے ساتھ ہوتا ہے

اگر مولوی صاحبان نے ان شرائط کو توڑ دیا جن پر وہ معاہدہ تھا اگر انھوں نے ان حالات کو بدلدیا جنکے ماتحت اس قسم کا معاہدہ ہوسکتا تھا لوگوں کے دلوں میں احمدیت کے متعلق جستجو پیدا کردی انکو اس اہم امر کیلئے بیدار کردیا تو کیا پھر بھی وہ ہم سے یہ امید رکھتے ہیں کہ ایسے علاقوں میں ہم خاموش رہیں اور ان سوالوں کا جواب نہ دیں جو مولوی صاحبان نے لوگوں کے دلوں میں پیدا کیئے ہیں اگر یہ امید ان کے دلوں میں ہے تو اس امید کو اپنے دلوں سے نکالدیں۔ ہم بیشک ان لوگوں میں احمدیت کی تبلیغ نہیں کرتے جو آریوں کے زیر اثر ہیں اور ان لوگوں میں نہیں کرتے جو ابھی اسلام کے ابتدائی مسائل کے سمجھنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتے۔ لیکن ملکانوں کے سوا دوسرے لوگوں میں جو اسلام کو سمجھ سکتے ہیں۔ یا ان راجپوت لوگوں میں جنکو خود مولویوں نے سوالات کرنے پر آمادہ کردیا ہے ہم اپنی تبلیغ کس طرح بند کرسکتے ہیں کیا آریوں کے حملے کے روکنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم قائم گنج اور فرخ آباد اور دیگر شہروں میں جہاں ملکانے لوگ نہیں ہیں اپنی تبلیغ نہ کریں۔ غرض ہم نے کبھی وعدہ نہیں کیا اور نہ کرسکتے ہیں کہ ہم احمدیت کی تبلیغ کسی جگہ بھی اور کسی حال میں بھی نہیں کرینگے ہمارا وعدہ مشروط تھا اور صرف یہ تھا کہ ہم اس قوم میں اس غرض کیلئے نہیں جائینگے کہ احمدیت کی تبلیغ کریں یعنی ابتداً نہیں کرینگے لیکن دوسرے لوگوں کے مجبور کرنے پر بھی ہم چپ رہیں۔ یہ ہمارا ارادہ کبھی نہیں ہوا۔ اور یہ وعدہ ہم نے کبھی نہیں کیا۔ اگر ایسا کوئی وعدہ اشارۃً اور کنایۃً بھی کیا ہو تو وہ پیش کیا جائے۔ ہم اس امر کیلئے تیار ہیں کہ

غیر جانبدار کمیٹی

بنائی جائے جو دیکھے کہ کیا غیر احمدی مولویوں نے جاکر ان لوگوں کو ہمارے مبلغین کے متعلق نہیں کہا کہ یہ کافر ہیں انکو اپنے گاؤں سے نکالدو انکی باتیں سننے سے آریہ ہو جانا بہتر ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے تو کون عقلمند ہے جو اپنے آپ کو دنیا کے سامنے عقلمند کی حیثیت سے پیش کرے اور کہے کہ احمدی مبلغ اسوقت بھی جواب دیتے اگر اس وقت جواب دیتے۔ تو وہ منافق اور بے ایمان جنتے ہیں سنایا جاتا ہے۔ اور دھمکی دی جاتی ہے۔ کہ اگر تم احمدیت کی تبلیغ سے نہ رکے تو یہ کردیا جائیگا اور وہ کردیا جائیگا۔ مگر

ہم کب دنیا سے دبے

اور کب ہم نے کسی کی غلامی کی۔ اور کب کسی سے مرعوب ہوئے۔ کہ اب ہو جائینگے۔ ہم تو اُس وقت ساری دنیا سے نہ ڈرے۔ جب چند تھے۔ خدا تعالیٰ نے ہماری اس وقت کی کمزوری کو دیکھ کر ہماری مدد کی۔ اور لاکھوں انسانوں کو احمدیت میں داخل کردیا۔ ہمیں اپنے فضل اور رحم سے قوت۔ طاقت۔ رعب اور شوکت دی پھر کیا ہم خدا تعالیٰ کے اتنے احسانوں کے بعد اب ڈر جائینگے۔ ہرگز نہیں۔ جو غلامی کا عادی ہوتا ہے وہی کسی کی غلامی کرسکتا ہے۔ ہم کو خدا تعالیٰ نے اپنے سوا کسی کا غلام نہیں بنایا۔ بلکہ آزاد بنایا ہے۔ اور

ہم کسی کے غلام نہیں ہوسکتے

ہمنے جو وعدہ کیا تھا۔ اسلام کے نام کی عزت کے لئے کیا تھا۔ چونکہ اسلام کا صدمہ ہمارا صدمہ تھا۔ اس لئے ہم مسلمان کہلانے والوں کی خبر گیری کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ہم نے کسی سے ڈر کر کسی کے خوف سے یا کسی کی دھمکی سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا

بلکہ ضرورت وقت کے لئے کیا گیا تھا۔ کیونکہ جو قوم اسلام کے موٹے موٹے مسائل کو بھی نہیں سمجھ سکتی تھی۔ اس کے سامنے حیات و وفات مسیح کا مسئلہ چھیڑنا غلطی تھی لیکن جب مولویوں نے ان کو ہمارے خلاف اکسایا۔ اور خود انکو اس طرف توجہ دلائی تو جس طرح مکہ والوں نے مسلمانوں کو چھیڑ کر مدینہ پر ان کا قبضہ کرایا۔ اسی طرح ان مولویوں نے لوگوں کو اکسا کر ہمارے لئے

تبلیغ احمدیت کا رستہ کھولدیا

چونکہ اسلام کا مسئلہ ہے کہ خود کسی پر حملہ نہ کرو۔ اس لئے اگر مکہ والے مسلمانوں پر حملہ نہ کرتے۔ تو مکہ پر مسلمانوں کی حکومت نہ ہوتی۔ اور اگر قیامت تک حملہ نہ کرتے تو مسلمانوں کی حکومت بھی نہ ہوتی۔ سوائے اس کے کہ وہ لوگ مسلمان ہو جاتے۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا تھا کہ مسلمانوں کی وہاں حکومت ہو۔ اس لئے ابوجہل اور ابوسفیان وغیرہ کفار کے ذریعہ جنھوں نے قوم کو تیار کرایا۔ مدینہ پر حملہ کر دیا۔ اور اس طرح مسلمانوں کو جائز حق دیدیا کہ وہ مکہ پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیں۔ ہم اس بات سے ناراض نہیں ہیں۔ کہ مولویوں نے ہمارے راستہ میں روڑے اٹکائے۔ ہمارے خلاف لوگوں کو اکسایا۔ کیونکہ ہم نے نہ چاہا تھا کہ جب تک وہ لوگ پختگی سے مسلمان نہ کہلانے لگ جائیں۔ اس وقت تک ہم احمدیت کی تبلیغ کریں۔ اور ہم نے نہ چاہا تھا کہ جب دشمن بالمقابل ہے تو ان مولویوں سے دست و گریبان ہوں مگر بعض مولوی صاحبان نے اسکو پسند کیا اور سمجھا کہ کام کرنے کی وجہ سے احمدیوں کی جو شہرت ہو رہی ہے۔ اس سے ان کی آمدنی بڑھ رہی ہے۔ حالانکہ ہم کسی سے

ایک پیسہ بھی نہیں لینا چاہتے

مگر مولویوں نے ہمارے خلاف لوگوں کو بھڑکانا شروع کر دیا۔ اور جب انہوں نے ہم سے احمدیت کے متعلق پوچھا تو ہم نے بتایا۔ اب بھی اگر کوئی ہمیں روکنا چاہتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ ہم ابھی احمدیت کو پیش نہ کریں۔ جب تک دشمن مقابلہ سے بھاگ نہ جائے۔ تو اس کا

پہلا فرض

یہ ہے کہ اپنے مولویوں کو روکے۔ کہ ہمارے خلاف لوگوں کے دلوں میں وسوسے نہ ڈالیں۔ اور انہیں بھڑکانے کی کوشش نہ کریں۔ ورنہ اس سے بڑھ کر نادانی کیا ہو گی۔ کہ اپنے آدمیوں کو تو نہ روکا جائے۔ اور ہمیں رکنے کے لئے کہا جائے اگر گھر کے آدمی ان کی بات نہیں مانتے۔ تو ہمیں روکنے کا ان کو کیا حق ہے۔ اگر ان میں طاقت ہے۔ اگر ان کا کوئی رعب ہے۔ اگر ان کی کوئی بات سنتا ہے۔ تو وہ جائیں اور اپنے مولویوں کو ہماری مخالفت کرنے سے روکیں۔

اگر مولوی باز آجائیں

تو ہم پھر اقرار کرتے ہیں کہ جب تک دشمن وہاں ہے ہم اس طرز کی تبلیغ نہ کرینگے جس طرز کی مولویوں کی مخالفت کرنے کی وجہ سے ہمیں کرنی پڑتی ہے۔ لیکن اگر مولویوں کو نہیں روکا جاتا۔ جو ان کے اموال سے پرورش پاتے ہیں۔ تو ہم کو وہ کس طرح روک سکتے ہیں۔ جنھیں کافر قرار دیتے ہیں۔ جن کو اپنے گھروں سے نکالتے اور ہر قسم کے دکھ پہنچاتے ہیں ان کو چاہیئے کہ پہلے ان لوگوں کو جن کی خاطر ہمیں ٹکڑے دیئے گئے ہیں بورڈ لگائے گئے ہیں روکیں اور اگر وہ ان ملانوں کو نہیں روک سکتے۔ تو ہم کو روکنے کی کس طرح جرأت کر سکتے ہیں۔ جن سے وہ ہر قسم کا بدسلوک کرتے رہے ہیں۔ اور جن کو دکھ دیئے اور ستائے گئے ہیں انھوں نے کوئی کمی نہیں کی۔ اگر وہ اپنے مولویوں کو روکیں۔ اور مولوی ہماری مخالفت سے باز آ جائیں۔ تو پھر وہ ہم سے درخواست کر سکتے ہیں مگر بطور حکم کے نہیں۔

بلکہ بطور التجا

کے۔ اور تب ہم دیکھینگے۔ کہ یہ موقع ایسا ہے کہ ہم انکی درخواست کو منظور کریں۔ تو منظور کرینگے۔ اور اگر دشمن بھاگ گیا ہو گا۔ تو ہم ان کی درخواست کو رد کر دینگے۔ مومن کا ہاتھ ہمیشہ اونچا ہوتا ہے۔ نیچا نہیں ہوتا۔ اسلئے ہم کسی کی حکومت کی بات سننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ ہم مذہبی لحاظ سے ایک ہی کی حکومت مانتے ہیں۔ اور

وہ خدا ہے

اور ہم پر کسی کا کوئی رعب داب نہیں۔ سوائے اس کے جو حق سے کرتا ہے۔ پس جو کوئی ہم سے کسی قسم کی درخواست کرنا چاہتا ہے۔ وہ پہلے حق پیدا کرے۔ اور پھر ہمارے پاس آئے۔ اور جب کوئی حق پیدا کر لیتا ہے تو خواہ وہ سب سے کمزور اور دنیوی لحاظ سے کتنا ہی ادنیٰ درجہ کا ہو۔ ہمارے نزدیک سب سے زبردست ہو گا۔ اور اس کے علم۔ مال۔ وجاہت کی کمزوری اس کے رستہ میں حائل نہ ہو گی۔ اور ہم یہ نہیں کہیں گے۔ کہ چونکہ یہ کسی قوم کا سردار اور لیڈر نہیں۔ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس لئے ہم اس کی بات نہیں سنیں گے۔ بلکہ

اگر کوئی حق لیکر آئیگا

تو دلی خوشی سے ہم اس کا استقبال کرینگے۔ ادب سے اس سے ملینگے۔ اور شوق سے اسکی بات کو قبول کرینگے مگر شرط یہی ہے کہ وہ حق لیکر آئے۔

پس میں اس خطبہ کے ذریعہ ان لوگوں کو جن کو اس امر کے متعلق دھوکا لگا ہوا ہو۔ خواہ وہ دوسرے لوگوں میں سے ہوں یا احمدی جماعت کے ہوں۔ بتاتا ہوں کہ وہ اچھی طرح سن لیں کہ ہم نے نہ کبھی کہا ہے۔ اور نہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم احمدیت کی تبلیغ کلی طور پر چھوڑ دینگے۔ ہاں ہم نے یہ کہا کہ ملکانہ لوگ جو اسلام کے ابتدائی مسائل سے بھی ناواقف ہیں۔ انکو تبلیغ احمدیت کے مقصد کو لیکر نہیں جائینگے۔ اور اس وقت تک انہیں تبلیغ نہ کرینگے۔ جب تک دشمن کا حملہ دور نہ ہو جائے۔ اور وہ اسلام کے نام پر قائم نہ ہو جائیں۔ کیونکہ ان میں تبلیغ کرنے کا یہ موقع نہیں۔ مگر جب دوسروں نے ہمیں چھیڑا ہماری خاموشی کو شکست قرار دیا۔ اور لوگوں کو ہمارے خلاف اکسایا اور غلط خیالات ان کے دل میں ڈالے۔ تو پھر ہم کس طرح خاموش رہ سکتے ہیں۔ اب تبلیغ کرنا ہمارا مقصد نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ وہ فرض ہے۔

پھر میں دنیا کو یہ بھی بتلا دینا چاہتا ہوں کہ

صلح یوں نہیں ہوتی

کہ اپنا اپنا مذہب چھوڑ دیا جائے۔ اس طرح پر نہ صلح ہو سکتی ہے۔ اور نہ قائم رہ سکتی ہے۔ صلح کی خاطر صرف انہی امور کو چھوڑا جا سکتا ہے۔ جن کا چھوڑنا شریعت نے جائز قرار دیا ہے۔ مگر شریعت یہ جائز نہیں کرتی۔ کہ عقائد کے متعلق کوئی پوچھے۔ پھر انسان نہ بتائے۔ فروعی مسائل میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ اور ان میں اگر مصلحتاً خاموشی اختیار

کی جائے۔ تو حرج نہیں لیکن جو امور عقائد سے تعلق رکھتے ہیں اور جو ایمان کی بنیاد سمجھی جاتی ہیں انکو کسی صورت میں بھی چھوڑ نہیں سکتے۔ اور ان کے متعلق خاموشی ناممکن ہے پس اس بات کی نہ ہم ان سے امید رکھتے ہیں۔ اور نہ وہ ہم سے رکھیں کہ ہم اس قسم کا اقرار کر سکتے ہیں۔

اتفاق اس طرح ہو سکتا ہے

کہ ایک دوسرے کو گالیاں نہ دی جائیں۔ سخت مخالفت نہ کی جائے۔ تبلیغ میں روک نہ ڈالی جائے۔ جو مبلغ جہاں رہتا ہے۔ وہاں دوسرے عقائد کا مبلغ نہ جائے۔ اور اگر جائے۔ تو اختلافی مسائل نہ چھیڑے۔ اگر کوئی مبلغ ملکانوں کو یہ بھی سکھلائے کہ حضرت مسیح زندہ ہیں تو ہم جانتے ہیں کہ ملکانوں کی حالت ابھی ایسی ہے کہ وہ آپ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیگا۔ اس لئے ہم اس وقت اس کے متعلق کچھ نہ کہینگے۔ پس چاہیئے کہ مبلغ اپنے اپنے علاقہ میں کام کریں۔ اور ایک دوسرے کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں۔ اس بات کو ماننے اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہم ہر وقت تیار ہیں۔ مگر یہ کہ ہم احمدیت کو چھپائیں۔ یہ امید ہم سے قطعاً نہیں رکھنی چاہیئے۔ صلح کے معنی فروعی مسائل کو نہ چھیڑنے کے ہیں۔ اصولی مسائل کا چھپانا مداہنت ہے۔ جسے ہم ہرگز اختیار نہیں کر سکتے۔ دوسرے علاقوں میں بھی ہم اسی قسم کی صلح کی تحریک کرتے رہتے ہیں۔ اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ کوئی شخص اپنے مذہب کی تبلیغ نہ کرے۔ یا ہم اپنے مذہب کی تبلیغ نہ کریں۔ بلکہ اسکے بھی یہ معنی سمجھتے ہیں کہ جن باتوں میں ہم ایک ہیں انمیں دشمن کے مقابلہ میں ایک ہو جائیں۔ اور مسلمان کہلانیوالا کوئی فرقہ دوسرے کو گالیاں نہ دے۔ اور ایک دوسرے کے خلاف طبائع میں جوش نہ پیدا کریں۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ اصولی اور فروعی کے فرق کو سمجھیں۔ اور جان لیں کہ اصولی مسائل کے چھیڑنے کا مطالبہ پاگل پن ہے۔ اور ان کے سینوں کو کھولے تاکہ وہ بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں۔ اور یہ روز کے جھگڑے ہی مٹ جائیں۔

آج ایک جنازہ پڑھاؤں گا۔ جھنگ میں ہمارے ایک مخلص دوست غلام مصطفےٰ [illegible] تھے جو بہت مخلص اور سلسلہ کیلئے [illegible]

اسلام کا شاندار مستقبل

آج اسلام جن نازک حالات میں سے گزر رہا ہے انکو دیکھکر بعض نادان لوگ اندازہ لگاتے ہیں کہ اسلام کا آفتاب اب دنیا سے غروب ہو جائیگا اور وہ اب اس قابل نہیں کہ دیگر مذاہب کے مقابلہ میں ٹھہر سکے۔ اسمیں شک نہیں کہ ظاہر بین اور مادی آنکھ رکھنے والوں کی نظر میں یہ دن اسلام کے آخری دن ہیں لیکن یہ زمانہ اسلام اور دیگر مذاہب کی آخری جنگ کا زمانہ ہے جسمیں ایک طرف اسلام بغیر ظاہری سامانوں کے اور دوسری طرف ادیان باطلہ اپنی متفقہ طاقت اور تمام ظاہری سامانوں کے اسلام پر حملہ آور ہیں ہر ایک مذہب اسکے مٹانے پر تلا ہوا اور اسکے معدوم کرنیکے لئے ہر طرح کی تدبیریں کر رہا ہے اور ہر ایک کا دل و دماغ اسکے خلاف انتہائی جوش سے بھرا ہوا ہے۔ دشمنان اسلام اپنی علمی دماغی اور مالی بلکہ تمام ممکن سے ممکن طاقتوں کو جس طرح سے خرچ کر رہے ہیں اور جن حیل سے بھری ہوئی تجاویز کو کام میں لا رہے ہیں اور جو مظالم اسلام اور اہل اسلام پر توڑ رہے ہیں انکی نظیر کسی پہلے زمانہ میں ڈھونڈے سے نہیں ملتی اور انکا تفصیلاً بیان کرنا ناممکن ہے۔ ہاں مختصر یہ ہے کہ اس زمانہ میں اسلام کی مقدس تعلیم اور اسکے مقدس رسول پر اسقدر گندے الزامات اور اعتراضات کی بوچھاڑ کی گئی ہے اور اسقدر انکی توہین کی گئی ہے کہ اگر ان تمام کتب اور تمام تقاریر کو جمع کیا جائے جنمیں اسلام اور نبی اسلام پر حملے کئے گئے ہیں تو کم از کم ایک بہت بڑا پہاڑ ان سے کھڑا کیا جا سکتا ہے اور غیر مذاہب کے ہرزہ کاروں نے دنیا کے سب سے زیادہ پاکباز اور دنیا کے سب سے ہمدرد کامل انسان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور تمام بزرگان دین کو جو مسلمانوں کے لئے محبوب ترین وجود ہیں اسقدر گندی گالیاں دی ہیں کہ جنسے مسلمانوں کے جگر پھٹ گئے اور دل پاش پاش ہو گئے۔ اگر مسلمانوں کو اسلام کی طرف سے صبر کی تلقین نہ ہوتی تو آج کچھ کا کچھ ہو گیا ہوتا مگر پھر بھی وہ تمام زہر یا

خون سے مسلمانوں کے قلوب پر لکھی ہوئی ہیں۔ غرضکہ اسلام غیر مذاہب والوں کی طرف سے اس مذہب پر جو دنیا میں صلح کا جھنڈا لیکر سلامتی کا شہزادہ بنکر اور امن کا پیغام لیکر آیا جو دنیا میں وحدت پاکیزگی اور خدا کی خالص عظمت و محبت قائم کرنے کیلئے آیا اسپر اسقدر گند پھینکا جا رہا ہے پس اسمیں کوئی شک نہیں کہ ظاہر حالات کے لحاظ سے اسلام کا مستقبل نہایت تاریک اور بھیانک نظر آتا ہے لیکن اسمیں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ درحقیقت یہی وہ زمانہ ہے جسمیں اسکے نہایت شاندار مستقبل ہونیکی خبر آج سے ۱۳۰۰ سال پہلے اور پھر اس زمانہ میں نہایت پُر شوکت الفاظ میں دی گئی ہے۔ جسطرح آج سے ۱۳۰۰ سال قبل اسکے موجودہ تنزل اور موجودہ نازک حالات کا نقشہ پیشگوئی کے طور پر قرآن مجید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں کھینچا گیا ہے اور موجودہ اسلام کا ضعف و زوال بھی انکی سچائی پر زبردست ثبوت ہے اسی طرح اسکی شوکت و اقبال کے دوبارہ [illegible] بھی نہایت پُر زور الفاظ میں خوشخبری دی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ یہی مذہب مرجع عالم بنے گا اور تمام قومیں اپنا سر اسکے آگے خم کرینگی چنانچہ قرآن مجید میں آتا ہے هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ۔ خدائے اسلام فرماتا ہے وہی خدا ہے جو اپنے رسول کو یعنی مسیح موعود کو آخری زمانہ میں ہدایت نامہ اور دین حق یعنی اسلام دیکر بھیجے گا تا وہ اسکو دیگر ادیان پر غالب کرے۔ اس زمانہ میں پرستاران ضلالت و منکرین اسلام ارادہ کرینگے کہ وہ اللہ کے نور یعنی اسلام کو بجھا دیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نور کو کمال پر پہنچائے گا۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اسلام کا فتح نصیب جرنیل مسیح موعود آیا اور اُسنے اپنے زور آور اور کفر شکن حملوں سے دیگر مذاہب کی طاقتوں کو توڑتے ہوئے عظیم الشان فتوحات اسلام کی بنیاد رکھدی اور عالمگیر غلبہ کی ابتداء قائم کر دی۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی زندگی میں تمام بڑے بڑے مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کو ایسا کھلا غلبہ بخشا! دوست و دشمن سب نے اسکے بالا ہونیکا اقرار کیا اور آپ کو

اسلام کا فاتح پہلوان تسلیم کیا اور نہ صرف آپ نے اپنی زندگی میں اپنی شمشیر قلم سے باطل مذاہب کی دھجیاں اڑائیں اور دشمنان اسلام کی زہریلی کچلیاں توڑیں بلکہ نہایت پُر شوکت الفاظ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اسلام کے شاندار مستقبل اور اسکی عالمگیر سطوت و قوت کی دنیا کو اطلاع دی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ "چونکہ بلاشبہ سچائی کا جھوٹ کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے اسلئے یہ زمانہ بھی اسبات کا حق رکھتا تھا کہ اس کی اصلاح کے لئے کوئی خدا کا مامور آوے پس وہ مسیح موعود ہے جو موجود ہے اور زمانہ حق رکھتا تھا کہ اس نازک وقت میں آسمانی نشانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی حجت دنیا پر پوری ہو سو آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور آسمان جوش میں ہے کہ اسقدر آسمانی نشان ظاہر کرے کہ اسلام کی فتح کا نقارہ ہر ایک ملک اور ہر ایک حصہ دنیا میں بج جائے۔" چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۳

پھر فرماتے ہیں۔ "اے لوگو سُن رکھو کہ یہ اسکی پیش گوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا کہ وہ اپنی جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلائے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر انکو غلبہ بخشے گا وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنیکی فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔" تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴، ۶۵

اس پیشگوئی میں جو کچھ بتایا گیا ہے اسے پورا ہوتا اور اپنی شان میں روز بروز نمایاں ہوتے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ وہ دن آئیگا۔ اور ضرور آئیگا جب یہ پیشگوئی ایسے رنگ میں پوری ہو گی کہ کسی کیلئے انکار کی گنجایش نہ رہیگی۔ پس مسلمانوں کو دشمنوں کے حملوں اور ناپاک ارادوں سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ اور نہ مایوس ہونا چاہیئے کیونکہ غلبہ اسلام کو ہی حاصل ہو گا مگر شرط یہ ہے کہ مسلمان اپنی پوری طاقت اور سارا زور حفاظت اسلام اور اشاعت اسلام میں صرف کر دیں۔ خود سچے اور حقیقی مسلمان بنیں اور دوسروں کو اسلام کے جھنڈے کے نیچے لانیکی کوشش کریں۔ اگر دنیا کے تمام مسلمان اس مقصد کو لیکر کھڑے ہو جائیں تو بہت جلدی وہ دن آسکتا ہے کہ جسکی خوشخبری اس زمانہ کے مامور حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے دی ہے۔ لیکن اگر مسلمان اب بھی پہلے کی طرح ہی غافل رہے۔ تو بھی خدا کا کلام تو ضرور پورا ہو گا مگر حسرت اور افسوس ہو گا ان کے لئے جنکا اسمیں کوئی حصہ نہ ہو گا اور جنکو مٹا کر اسلام کا شاندار قلعہ تعمیر ہو گا۔ کاش مسلمان جاگیں۔ اور آنکھیں کھولیں۔ تاکہ اسلام کی شوکت بہت جلدی دنیا پر پھیل جائے +

خاکسار ظفر اسلام۔ قادیان

انیسویں صدی کا مہرشی ۱۹۰۰

یعنے

بانی آریہ سماج کی پُر اسرار زندگی

اس نام سے جناب میر قاسم علی صاحب اڈیٹر فاروق نے ایک نہایت زبردست کتاب حال میں تصنیف کر کے شائع کی ہے جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے۔ اسمیں بانی آریہ سماج پنڈت دیانند صاحب کی زندگی کے عجیب و غریب حالات آریوں کی اپنی مستند اور مشہور کتب سے اخذ کر کے درج کئے ہیں۔ یہ کتاب لکھنے کی جناب میر صاحب موصوف کو کیوں ضرورت پیش آئی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ آریوں کا دعویٰ ہے کہ اہل ہند کے لئے پنڈت صاحب کے حالات زندگی سے بڑھ کر اور کوئی مطالعہ نہیں اور یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف ایک معمولی لائف تھی سب سے بڑھ کر پنڈت دیانند صاحب کی لائف ہے" جناب میر صاحب نے نہایت قابلیت سے آریوں کے اس دعویٰ کی حقیقت ظاہر کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ پنڈت صاحب کی لائف کیسے کیسے عجائبات کا مرقع ہے۔

اس کتاب میں اول پنڈت صاحب کے خطاب "مہرشی" کی حقیقت بیان کرنیکے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ اور تو اور خود آریوں میں انکی جائے پیدایش۔ ماں باپ۔ اور بچپن کے حالات کے متعلق کئی روایات ہیں جو ایک دوسرے کے بالکل متضاد اور الٹ ہیں۔ پھر ان کے اس زمانہ کے حالات کا ذکر ہے جبکہ وہ اپنے رشتہ داروں سے چھپتے پھرتے رہے۔ اور اس عرصہ میں جو کچھ انہوں نے کیا۔ تیسرے باب میں انکی غلط بیانیوں کا بیان ہے اور چوتھے میں ان کے منشی اشیاء مثلاً بھنگ وغیرہ استعمال کرنے کا۔ پانچویں باب میں عیش و عشرت کے سامان سے متمتع ہونیکی تفصیل ہے۔ اور چھٹے میں اخلاقی حالت کا فوٹو۔ ساتویں باب میں مسلمانوں نے ان پر جو احسان کیئے انکو بیان کر کے دکھایا گیا ہے کہ پنڈت صاحب اپنے محسنوں کے ساتھ کس طریق سے پیش آئے۔ آٹھویں باب میں انکی اس خوش کلامی کا ذکر ہے جو انہوں نے دیگر مذاہب کے بزرگوں کے متعلق کی۔ نویں باب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بانی آریہ سماج کا آخری دم تک کوئی معین مذہب نہیں تھا۔ ضرورت زمانہ کے مطابق جیسی جیسی ضرورت ہندو تعلیم یافتہ پارٹی کو عیسائیوں اور مسلمانوں کی دیکھا دیکھی پیش آتی گئی۔ اور جس سانچے میں وہ سوامی کو ڈھالنا چاہتے تھے وہی صورت مہرشی اختیار کر لیتے تھے۔ دسویں باب میں جو آخری باب ہے پنڈت صاحب کی کچھ اور خاص صفات بیان کی گئی ہیں [illegible] کے سو صفحات پر یہ کتاب عمدہ کاغذ واضح لکھائی اور اچھی چھپائی کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ احباب منگا کر خود بھی مطالعہ کریں اور دوسروں کو بھی کرائیں۔ قیمت دس آنہ۔ علاوہ محصول ڈاک ہے۔

ملنے کا پتہ

فاروق بک ایجنسی۔ قادیان پنجاب +

اہل امریکہ کی زندگی کے دونوں پہلو

اخبار وکیل امرتسر کی ۲۴ جولائی کی اشاعت میں ایک مضمون نگار صاحب کی طرف سے "اہل امریکہ کے مظاہر حیات" کے عنوان سے ایک مضمون شایع ہوا ہے۔ جسمیں بہت سی باتیں ایسی ہیں۔ جو واقعی ہندوستانیوں کے لئے قابل تقلید ہیں۔ اور واقعی اگر ہندوستان ترقی کرنا چاہتا ہے۔ تو اسکو اپنے اندر وہ خوبیاں پیدا کرنا چاہئیں جن سے مغربی ممالک نے ترقی کی ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ ان مغربی اقوام کی ہر بات قابل تقلید ہے۔ جیسا کہ مضمون نگار نے ظاہر کرنے کی ہے۔ اہل مشرق کی تمام عادات ایسی نہیں کہ وہ قابل مذمت ہوں۔ حد درجہ کا تکلف بیشک بُرا ہے۔ لیکن بد تہذیبی اور وحشیانہ پن بھی اچھا نہیں۔ رو کھا پن اور اکھڑ پن جیسا کہ ان ممالک میں پایا جاتا ہے ہرگز داخلاق حسنہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کہنا کہ مشرق میں لمبے سلام کے بعد سگرٹ اور قہوہ پیش کیا گیا۔ مگر نوٹ کا خوردہ نہ دیا گیا۔ اس میں کونسی بُرائی ہے۔ یہاں بھی ایسی ہی بات ہے۔ جب تک کہ کوئی واقف کار نہ ہو۔ تب تک یہاں بھی معاملہ ایسا ہی کیا جاتا ہے اور یہ اچھی بات ہے۔ جعل سازی اور دھوکہ بازی سے انسان بچ جاتا ہے۔

خوش مزاجی بیشک ظاہری طور پر یہاں بہت ہے۔ لیکن جس قدر قتل ڈاکے اور خودکشی کے واقعات اس ملک میں ہوتے رہتے ہیں۔ انکی بھی غالباً نظیر کم ہی ملیگی۔ میرا منشاء یہ ہے کہ خوبی کو خوبی کر کے دکھانا کوئی ہرج نہیں۔ لیکن عیب کو خوبی کے رنگ میں دکھانا دوسروں کو دھوکہ دینا ہے۔ اور جبکہ ہم چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے اہل وطن ان ممالک میں آئیں اور یہاں کی خوبیوں سے بہرہ ور ہوں۔ تو اس صورت میں اور بھی ضروری ہے۔ کہ ہم مبالغہ آمیزی سے احتراز کریں۔ ورنہ بہت سے نوجوان ایسی تحریروں سے متاثر ہو کر جب آتے ہیں اور جب ان کو واقعات دگرگوں نظر آتے ہیں۔ تو ان کے احساسات کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ اور ایسا دھکا لگتا ہے کہ پھر انکی نظروں میں یہاں کی خوبیاں بھی برائیاں ہی نظر آنے لگتی ہیں۔ خودکشی اور قتل کے واقعات ہم ہندوستان میں بہت کم پڑھتے ہیں آتے ہیں لیکن یہاں تو ایک ایک شہر میں ان واقعات کی اسقدر کثرت ہے بعض دفعہ شمار و اعداد کے لحاظ سے ایک شخص غیر ممالک کے باوجود ہزاروں لاکھوں ڈالروں کے مالک ہونیکے زندگی تلخ گزرتی ہے۔ آپ کسی امر کو دیکھیں مرد ہو یا عورت اسکے چہرہ پر بے چینی اور اضطراب کے آثار نمایاں ہونگے مگر باوجود ان امور کے میں کہتا ہوں کہ اہل امریکہ میں بہت سی خوبیاں بھی ہیں اور ہمارے ہم ملک اگر ترقی کرنا چاہتے ہیں تو بجائے چرخہ کاتنے کے یہاں آئیں اور سیکھیں۔ خاکسار محمد دین بی اے مبلغ اسلام۔ از امریکہ

اسلام کے خلاف کشمیری پنڈتوں کی کوشش

حال ہی میں کشمیر کے سرکردہ پنڈتوں کی طرف سے چھ صفحہ کا انگریزی مضمون چھپا ہے جسکا نام انھوں نے "صدائے کشمیر" یعنی نوٹس آف جہلم کا پیغام گنگا کے نام۔ رکھا ہے۔ اسمیں انھوں نے ہندوؤں سے التجا کی ہے کہ ہم بہت ہی مدد کے محتاج ہیں ہماری گری ہوئی حالت کو بہت دیر سے اور بہت فوری عمل کرنیکے لئے پانچ چھ تجویزیں درج کی ہیں جنمیں ایک جو سب سے اہم ہے اور جسپر بہت زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے۔ کہ ہندو مہا سبھا کو چاہئے کہ وہ جلد سے جلد ایسے اپدیشک کشمیر میں ارسال کرے جو کہ غیر قوموں کو ہندو دھرم میں لا دیں۔" اس مضمون میں پنڈتوں نے جو غلط بیانی کی ہے وہ اپنے مفہوم کو ثابت کرتا ہے حالانکہ در اصل کشمیر میں مسلمان ایسی قوم ہے جو مظلوم کہلانیکی مستحق ہے جسکے لئے کئی دفعہ اخبارات میں بھی آہ و بکا نکلتے رہی ہیں۔ اسمیں ان پنڈتوں کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس مضمون میں اپنے آپکو صفحہ بصفحہ مظلوم ظاہر کرکے چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی طرف جو تھوڑی توجہ ہوتی ہے وہ کسی طرح ہٹ جائے اور مسلمان ایسی کی ویسی ہی حالت میں رہیں۔ لکھتے ہیں۔ "اگر خدانخواستہ ہماری امداد نہ کیگئی تو ہم بہت جلد نیست و نابود ہو جائینگے اور ہندو مذہب ہی کشمیر سے اڑ جائیگا پھر لکھا ہے۔ "ہزارہا ہندو ایسے ہیں جو خالص برہمن اور چھتری نسل کے ہیں جنھیں تلوار کے زور سے غیر مذہب قبول کرایا گیا ہے لیکن جواب اپنے باپ دادوں کا مذہب قبول کرنے کو تیار ہیں اسواسطے ہندو اپدیشک کشمیر میں بھیجے جائیں تاکہ ایسے باشندوں کی خواہش جلد پوری ہو سکے" یہ بھی سخت غلط بیانی کی ہے کہ لوگ ہندو ہونیکو تیار ہیں۔ یہانتک تو کیسے وہم و خیال میں بھی یہ بات نہیں ہے۔ پھر جو لکھا ہے کہ تلوار کے زور سے غیر مذہب قبول کرایا تھا تو اس سے انکی مراد مسلمان ہیں لیکن یہ انکی غلط فہمی ہے۔ اصل میں کشمیری پنڈتوں کو مسلمانوں کی زیادہ آبادی دیکھ کر شدھی کی خواہش آرہی ہیں مگر وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ جو علاقہ وہ مسلمانوں کے سامنے پیش کرینگے تو ہم مسلمانوں کو کشمیر کے مسلمانوں کا

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)